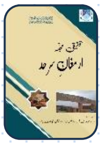

تحقیقی مجلہ ارمغانِ سرحد

pISSN: 3079-904X

eISSN: 3079-9058

(Research Journal: Armaghan-e-Sarhad) (Vol:2, Issue:2, 2025) جلد ۲، شمارہ ۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۵ء

شعبہ اردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

A Thematic Study of "Surag Mein Soor" by Muhammad Hameed Shahid

محمد حمید شاہد کا افسانہ "سورگ میں سور" کا تجزیہ

ثمرین

طالبہ بی ایس اردو، تھرڈ سمسٹر بریجنگ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، کھڑیانوالہ، فیصل آباد

Samreen

Student BS Urdu, 3rd Semester (Bridging), Government College for Women, Khurrianwala Faisalabad

Abstract:

Muhammad Hameed Shahid is regarded as one of the significant voices in modern Urdu Literature, particularly among the generation of short story writers that emerged during the early 1980s. His fiction reflects both the individual identity of the Pakistani subject and the broader socio-political realities of contemporary society. Hamid Shahid's stories are marked by thematic diversity, where psychological conflict, political unrest, social change, and cultural anxiety are artistically integrated. His narratives often portray the impact of authoritarian rule, shifting democratic structures, and global political pressures on ordinary life in Pakistan. Through symbolic technique and narrative experimentation, he presents local and international realities, especially in stories such as *Surag Mein Soor*, where global imperialism and post-September 11 attacks politics are critically examined. His fiction combines symbolism, realism, and intellectual depth, establishing his distinct position in contemporary Urdu short story writing.

Keywords: Muhammad Hameed Shahid, Social, Psychological, Novel, Short Stories

جدید افسانہ نگاروں کی فہرست میں ایک اہم نام محمد حمید شاہد بھی ہے محمد حمید شاہد کا تعلق افسانہ نگاروں کی اس نسل سے ہے جس نے گزشتہ صدی کی اٹھویں دہائی کے اوائل میں افسانہ نگاری کے فن کو اپنایا ہے انہوں نے اپنے افسانوں میں پاکستانی فرد کی انفرادی اور شخصی شناخت اجاگر کرنے کی کوشش کی اور ساتھ میں عصر حاضر کے حالات و واقعات اور معاشرے پر ان کے اثرات کا عکس نہایت عملی سے پیش کیا ہے_ بقول افتخار عارف:

"محمد حمید شاہد بلاشعبہ خالد حسین، منشایاد، اسد محمد خان، مظہر اسلام، رشید امجد، مشرف احمد اور احمد جاوید کے بعد اردو افسانے کے منظر نامے میں ظہور کرنے والی پیڑھی میں ایک معتبر اور نہایت لائق توجہ افسانہ نگار کے طور پر سامنے ائے ہیں۔(1)"

موضوعاتی حوالے سے حمید شاہد کے افسانے نہایت متنوع ہے ایک موضوع کو کئی صدوں پر برت کو خیال کی جنبش اور سرسراہٹ تک کو افسانے کے متن کا حصہ بنالینے پر انہیں قدرت حاصل ہے ہم یہ چاہت کے افسانے عصری حیثیت کے افسانے ہیں انہوں نے اس حیثیت کو تخلیقی عمل کا حصہ بنا کر گرفت میں لینے کے لیے فن اور اسلوب کی سطح پر نئے تجربات کیے ایک طرف اگر ہمیشہ حج کے ہاں سماجی تہذیبی اخلاقی سیاسی گروہی اور معاشی تحریک بنیادی سروکاروں میں سے ہے تو دوسری طرف فرد کو اپناوجود نفسیاتی اور نفس دباؤ فکری زبان اور معنی کے مباحث تخلیقی عمل کی صورتیں وقت اور زماں سے جوڑے ہوئے تصورات افسانے کا حصہ ہو جاتے ہیں ہمیں شاہد نے اپنے افسانوں میں انسانی زندگی کے مذکورہ سے پہلوؤں کا حاتہ کیا ہے اور یہ تمام پہلو بیک وقت شاہد ہی کہ ہم عصروں میں سے کسی کے ہاں افسانے کا حصہ بنے ہوں احمد ندیم قاسمی نے موضوعات کے استنوں کو دیکھتے ہوئے درست کہا تھا :

"محمد حمید شاہد کے افسانے کے ہر کردار کو زندگی کے اسبات یا نفی مسرت یا محرومی کی علامت قرار دیا جاسکتا ہے ان افسانوں کا ایک ایک کردار ایک ایک لاکھ انسانوں کی نمائندگی کرتا ہے محمد ہمیشہ نے اپنے افسانوں کو لمحہ رواں کی محشرتی اور تہذیبی زندگی کی تاریخ کا درجہ بھی دے دیا ہے(2)"

ہمارا سیاسی نظام بد قسمتی سے ابتدا ہی سے اپنے قدموں پر کھڑا نہ ہو سکا اور سیاسی عمل کے لیے ہنگام رفتار کی وجہ سے اقتدار مارشل لاونگ کے سپرد زیادہ رہا ہے اور پاکستانی اردو افسانے میں پاکستان میں رونما ہونے والی ان بتدریس تبدیلیوں اور ان کے پس منظر کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے پاکستان میں مارشل لا ہو یا جمہوریت عوام کا درجہ خدام کا ہی رہا ہے جبکہ اقا وہی ہے صرف چہرے بدلتے ہیں کیا میں پاکستان کے بعد سے 1958 کے مارشل علاقہ سے 1966 کی عوامی تحریک اور پھر 1977 کے مارشل لا اور 1988 میں اسمبلیوں کی برترفی اور پھر 199 کے مارشل لاء تک امریت اور جبر واستبداد وغیرہ کا وہی ڈرامہ مختلف شکلوں اور کرداروں کے توست سے کھیلا جارہا ہے غرض اردو افسانے کا پورا تعمیری دور افسانوی روایت ملک کی سماجی سیاسی اقتصادی اور ثقافتی زندگی کا پیش خیمہ ہے یہی وجہ ہے کہ اردو افسانہ میں سیاست اور سیاست دانوں کی غلطیوں بدعنوانیوں کے خلاف نفرت کا اظہار کئی افسانہ نگاروں کے ہاں بالکل واضح نظر اتا ہے کیونکہ عدیب اپنے عہد کے لیے لکھتا ہے اور یہ اس کا اپنا ہم اثروں سے خطاب ہوتا ہے اور وہ اپنا ایک سیاسی یا سماجی نقطہ نظر رکھتا ہے جس کا عکس اس کی تحریروں میں کہیں نہ کہیں ضرور نظر اتا ہے ہمیشہ نے جس دور میں افسانہ لکھنا شروع کیا اور اپنی شناخت مستحقین کی و دول 80 کی دہائی تھی جس میں سماجی سیاسی عامرتی

صورتحال افسانے کا حصہ بنتی رہی اور افسانے میں کہانی میں واپس آگئی تھی امید شہد کا افسانہ سورغ میں سوران افسانوں میں شامل ہے جو سیاسی شعور کے موضوع پر لکھے گئے کامیاب اور نمایاں ترین افسانے تصور کیے جاتے ہیں اس افسانے میں 11 ستمبر کے واقعے کے بعد عالمی استعمال کی سازشوں اور ملکی سیاستوں معصیت سے پردہ اٹھایا گیا ہے افسانہ میں مصنف نے بکریوں کتوں اور سوروں کی علامت مشرق اور مغرب کے حوالے سے استعمال کی ہیں اور دکھایا ہے کہ عہد حاضر میں کس طرح عالمی برداری ہماری جڑیں کھوکھلی کر رہی ہیں افسانہ عہد حاضر کی بڑی حقیقت یہ ہے کہ اس ملک کو سوروں نے نہیں بلکہ مادیت پسند لوگوں کے رویوں نے تباہ کیا ہے اس افسانے میں ہمیں شاہد اپنے قاری کو سیاسی جبر کی نئی ماہیت سے متعارف کرواتے ہیں حمید شاہد نائن الیون کے واقعے سے پہلے کی صورتحال کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

> "پہلے بے بسی ضرور تھی لیکن ہمت ہی ٹوٹ جائے ایسی لاچاری اور بے کسی نہ تھی نہ پھر کی والے سال نہ انے والے برسوں میں... اور اسی موت کے کھیل میں سے زندگی کا چھچھا مرامد ہو جایا کرتا تھا(3)"

ڈاکٹر نوازش علی "سورگ کے سور" کے موضوع کے متعلق لکھتے ہیں :

> "افسانہ کی علامتوں میں سیاست کو معشیت کے ساتھ جوڑ کر عالمی منظر نامے کو بیان کیا گیا ہے"(4)

اس افسانے میں کہانی کے معنی کی سطح پر سیاسی معاشرتی عالمی اور مقامی حوالوں سے تعبیر ممکن ہو گئی ہیں تہم مجموعی اعتبار سے یہ افسانہ عالمی سامراج اور مقامی سامراج کے گٹ جوڑ پر قاری ضرب لگاتا ہے ہمیشہ کا افسانہ موت منڈی میں اکیلے موت کا قصہ بھی سیاسی شعور کے تناظر کا بیان ہے

حمید شاہد اپنے افسانوں میں علامت کے ساتھ ساتھ کہانی کے انصر کی موجودگی کے پوری طرح قائل نظر اتے ہیں ان کے افسانوں میں تفکر تجسس اور تاثر باہم یکنگ ہو جاتے ہیں ان کے علامتیں زیادہ تر لوگ داستانوں اسطیر مذہبی قسوں سیاسی سماجی حالات و واقعات اور مظاہر فطرت سے متعلق ہیں بقول ڈاکٹر شفیق انجم: "محمد حمید شاہد زندگی کی تلخ حقیقتوں کے اظہار میں اور تجسس و حیرانی کی نئی دنیاؤں کے انکشاف میں جذباتی نہیں ہوتے بلکہ ایک باوقار سنجیدگی اور متانت ہمدم اوڑھے رکھتے ہیں(4)"

حمید شاہد نے اپنے افسانوں میں زندگی کے تجربات مشاہدات اور مطالعے سب کسی کو برتتیں اور ان سے اپنے موضوعات پر مختلف جہتیں کھولتے چلے جانے کی صورتیں پیدا کی ہیں یوں دنیا کے غلوبل ولج بننے کے مزمرات ہوں یا نائن الیون کے بعد دہشت میں لرستی زندگی موت کے مختلف پہلو ہوں یا زندگی جینے کے مختلف صورتیں شہری حیثیت کے دیہی حیثیت پر یلغار ہو یا سیاسی سماجی اکھاڑ پچھاڑ اور اداروں کا نہدام ہو یا فرد کو بکھرنا جیسے موضوعات سے ان کے افسانے مزید ہیں جن کی بنا پر وہ افسانے کی تاریخ میں کنفرادی حیثیت مقام پر متعین ہے

حوالہ جات

1. افتخار عارف، اردو افسانہ کا اہم نام، مشمولہ "نزول_9" گوجرہ: اگست 2014ء، ص120
2. احمد ندیم قاسمی، بند انکھوں سے پرے، فلیپ، لاہور: ال محمد پبلیکیشنز، 1994ء
3. حمید شاہد، محمد، سورگ میں سور، ایضا` ص105104
4. شفیق انجم، ڈاکٹر اردو افسانہ: بیسویں صدیقی ادبی تحریکوں اور رجحانات کے تناظر میں، اسلام اباد: پورب اکادمی، طبع دوم، جولائی 2010ء، ص307

References:

1. Iftikhar Arif, Urdu Afsana ka Aham Naam, mashmoola: Nuzool-9, Gojra, August 2014, p. 120.
2. Ahmad Nadeem Qasmi, Band Aankhon se Paray (flap), Lahore: Al-Muhammad Publications, 1994.
3. Muhammad Hamid Shahid, Surag Mein Soor, ibid., pp. 104–105.
4. Dr. Shafiq Anjum, Urdu Afsana: Beesween Sadi ki Adabi Tehreekon aur Rujhanat ke Tanazur mein, Islamabad: Poorab Academy, 2nd edition, July 2010, p. 307.